سود کے متعلق دو سوال اور اُن کے جواب

تمہیدی نوٹ - ایک مدت سے (جیسے آنریبل سر سید بہادر نے سود کی حرمت میں اشتباہ ظاہر کیا - اور یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ دُگنے سہ دُگنا سود لینا حرام ہے - تھوڑا سود لینا خصوصاً قومی کاموں کیلئے جائز ہے۔) بعض مسلمانوں میں سود کا لین دین بلا کراہت جاری ہو گیا ہے - جو لوگ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے شرابخواری زناکاری وغیرہ محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں - انکا سود میں مبتلا ہونا محل تعجب و افسوس نہیں ہی - محل افسوس و تعجب تو وہ لوگ ہیں جو پانچو وقت نماز پڑھتے ہیں - روزہ رکھتے ہیں - باوجود سرکاری ملازم متعہد ہونیکے نماز جمعہ کبھی ترک نہیں کرتے - حج کر آئی ہیں کچھ نہ کچھ خیرات بھی کرتے ہیں - اُنہیں سے بعض حضرات مولوی بھی کہلاتے ہیں - دینی کتابیں اور رسالے تالیف کرتے ہین - قرآن کے مترجم یا یون کہو کہ مفسر ہین - اسلامی انجمنوں میں لکچرار یا واعظ بنائے جاتے ہیں - ایسے لوگ بھی عام لوگون سے نہیں سرکاری اور تجارتی بینکون میں روپیہ جمع کرکے اُسکا سود لینے لگ گئی ہین - ایسے ہی لوگوں نے ان دنون ایک اسلامی بنیک لاہور مین کھولا ہے جسکی رجسٹری ہو چکی ہے - بعض حضرات مسلم فنڈ - تمبول فنڈ - مسلمانونکو روپیہ دینی والی انجمن مسلمانون کے یتیمون اور بیواؤن کو روپیہ دینی والی انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کرکے بلا تردد سود یا قمار کا لین دین جاری کئے ہوئی ہیں ان ادہم و بیش مسائل فقہ میں نظر یا سماع رکھتے ہیں - مگر وہ حضرات اپنی دید و شنید کو بیکار کر بیٹھنے کے

ساتھ اس سے بھی رہ چکے اور مستغنی ہوگئے ہیں۔ کہ وہ ان معاملات میں اور علمائے وقت سے (جن کے علم و فضل کے وہ معتقد و معترف ہیں۔ اور انکی محبت اور پیروی کے مدعی ہیں۔) مشورہ تو لے لیں۔ بالجملہ آجکل سود کا لین دین مسلمانوں میں جو نئی تہذیب نئی روشنی کی جھلک میں آگئے ہیں۔ (وہ وہی سے کیوں نہ سہی۔) شیر مادر کیطرح حلال طیب سمجھا گیا ہے۔ اور ربا تر و اسکا تعامل جاری ہوگیا اور روز افزون ترقی پر ہے جسکا اجر و ثواب غالباً سرسید بہادر کے نامہ اعمال میں داخل ہوگا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو سود لینے کا دروازہ کھولدیا ہے۔ انسے کچھ بچ رہا تو وہ آپکے شاگرد رشید[1] خلیفہ راشد مرزا غلام احمد کادیانی کو ملے گا۔ جس نے بحکم اپنے اس قاعدہ و اصول قدیمہ کے کہ نافرمان انسان کا مال و جان اُسکے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں داخل ہو جاتے ہیں۔ خدا جسکے ہاتھ سے چاہے اُسکو تلف کرادے۔ (دیکھو آئینہ کمالات ص ۶۰۱) خاص کر گورنمنٹ سے سود لینے کو جائز کر دیا ہے۔ اور اپنے لاہور کے مریدوں کو جو دیندار و پرہیزگار کہلاتے ہیں فتوے دیدیا ہے کہ وہ ریلوے ایگزیمنر آفس لاہور سے اپنے اس روپیہ کا جو پراویڈنٹ فنڈ میں جمع کراتے تھے سود لیا کریں جس سے ایک مدت سے وہ بحکم فتوے قائم علمائے اسلام بچے ہوئے تھے۔ اسی کے فتوے سے اُنہوں نے اب اس روپیہ کے سود لینے کی درخواست کر دی ہے اور اپنے معترضوں کے جواب میں اپنے مرشد صاحب کے فتوے کی سند پیش کی ہے۔

اسوقت سود لینے سے احتراز ہے تو اُن ہی مسلمانوں کو ہے جو پرانے فیشن (پرانے خیالات) کے مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہ نئی روشنی کی جھلک سے بچے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ مضمون "سود کے متعلق دو سوال اور انکے جواب" ان ہی لوگوں کے پڑھنے کے لئے ہے۔

حضرات اوّل الذکر اس مضمون کو پڑھنے کی تکلیف نہ اٹھاویں۔ انمیں سے کوئی صاحب اپنے دل یا دماغ میں پرانے اسلام اور قدیم ایمان کے نور کا کچھ حصہ دبا دبایا رکھتے ہیں تو وہ اوّلاً ہمارا مضمون "سود و قمار و لاٹری وغیرہ" جلد ۱۲۔ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۶ وغیرہ میں

[1] جو شخص اس خلافت پر تعجب کرے وہ ہمارا رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ اشاعۃ السنہ وغیرہ ملاحظہ کرے۔

ملاحظہ فرمادیں۔ اور اُسمیں دلائل حرمت سود قرض دیکھ کر حرمت سود قرض کا یقین حاصل کرلیں پھر اسمضمون کیطرف مراجعت کریں۔ اس مضمون کے ملاحظہ کی بغیر اس مضمون کا ملاحظہ ان حضرات کو نفع نہ دیگا۔ جو سود کو شیر مادر سمجھ رہے ہین۔

تمہید ہوچکی اب وہ مضمون معروض ہوتا ہے۔

سوال اوّل

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ہندو مسلمان ایک کارخانہ مشین جس میں کندلہ و تار کلی جھوٹا سچا کام بنایا جائیگا۔ بطور کمپنی قائم کرتے ہیں۔ اور اسمیں مسلمانونکو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہنود اسمیں سودی لین دین بھی کرینگے۔ اور مسلمانوں کیواسطے کہتے ہین۔ کہ تمکو ہمارے سود کے لینے دینے سے کچھ سروکار نہیں جو منافعہ کندلہ کے کام سے ہوگا۔ وہ تمکو تقسیم کردینگے۔ اور جو سود کا لین دین ہوگا۔ وہ ہم سمجھ لیوینگے۔ تم سے کچھ سروکار نہیں ہوگا اگر مسلمان اسمیں شریک نہوں توبھی وہ کارخانہ جاری ہوگا۔ اندریں صورت مسلمانوں کو ایسے کارخانہ میں شریک ہونا اور اس سے نفع لینا جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ جو مسلمان اس کارخانہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں اُنکی نیت مطلقاً سود لینے کی نہیں ہے اور مہتممان کارخانہ جسمیں مسلمان بھی ہونگے کہتے ہیں کہ سالتمام کے حساب پر سود کی رقمیں جو جدا ہوتی ہیں علیحدہ ہوجاوینگی۔ اور یہ ارقام سود مسلمانوں کے حصہ پر نہ تقسیم کیجاوینگی۔ بلکہ خالص نفع کندلہ وغیرہ کا مسلمانونکو دیا جاویگا البتہ روپیہ مخلوط رہیگا حساب کیصورت مثلاً یوں ہوگی۔

سرمایہ کمپنی یعنے حصہ داران		خرچ	
مسلمین	ہنود	سود جو بینک کو بابت ایکسچینج کے دیا	للعہ ر
۱۰۰۰ رر	۲۰۰۰ رر	لاگت مال	۴۰۰۰ رر

یہ روپیہ بنک میں جبتک رہا اسکا سود	عہ	خرچ متفرق	مار
بنک سے قرض لیا	الف ۱۰۰۰ ۔۔۔	للعہ ۔۔۔ مالعہ ۱۰۴۱	
		باقی	
فروختگی مال	للعہ سمارعہ ۔۔۔ ۲	للعہ عامعہ ۲	
معمو سماللوعہ		تقسیم منافع فی بر مبلغ للعمہ	

بابت رقم مسلمین	بابت رقم ہنود	بابت رقم قرض سود جس سے مسلمانونکو کچھ سروکار نہین
ماعہ	مااصہ	ماعہ ۲

سوال دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دیانت شعار اور فضلائے امانت دثار اس باب میں کہ مثلاً بنگال بنک مین (جو ایک ایسی دکان ہے جسکے مالک عموماً انگریز سوداگرون کی ایک جماعت ہی جنکی تجارت میں عموماً ہمارے ہندوستانی صرافوں کیطرح سود کا لین دین ہوتا ہی اور جنکی دوکان میں کل سرمایہ کی ایک تہائی نقد روپیہ کا ہر وقت موجود رہنا نہایت ضروری ہے) کسی انجمن کو اپنا روپیہ (جو مختلف قسم کے صدہا شخصون کے چندے سے فراہم ہوا ہے۔) بدون کسیطرح کے سود لینے کے صرف اس خیال سے کہ مذکورہ بالا بنک میں روپیہ کے تلف ہوجانے کا بالکل اندیشہ نہیں ہے۔ داخل کرنا درست ہے۔ یا نہیں بیّنوا۔ وتوجروا۔

جواب سوال اوّل

مسلمانونکو اس علم ویقین کے ساتھ کہ انکا سرمایہ سود پر بنک میں رکھا جائیگا - اور بنک سے اور روپیہ سودی لیکر انکے سرمایہ میں ملاکر تجارت مین لگایا جائیگا - اور اس مخلوط (گڈ مڈ) روپیہ کا منافعہ شرکا میں تقسیم ہوگا - (گو سود کے نام کا حصہ مسلمانونکو نہ ملیگا -) اس کارخانہ مین شریک ہونا اور اپنا روپیہ سودی روپیہ سے ملانا اور کل روپیہ کے منافع سے اپنا حصہ لینا جائز نہیں - کیونکہ اسمیں سود کے لین دین سے رضا اور سودی معاملہ کی اعانت پائی جاتی ہے - اور سود کا لین دین قدیم اسلام اور پرانے مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق حرام ومعصیت ہے - لہذا اس سے رضا اور اسکی معاونت بھی معصیت ہوگی -

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (سورہ مایدہ ع - ۱ -)	اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مددگار رہو -

اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو -

یہ حکم قرآنی عام اور جامع ہے - ہر ایک فعل اور معاملہ کی ممانعت مین جسمیں اعانت معصیت پائی جاتی ہے نص صریح ہے -

ایسا ہی احادیث نبویہ کا فیصلہ ہے جو عنقریب بیان ہوگا - اور یہی جمہور فقہاء اسلام اور ائمہ اعلام کا (جیسے ائمہ ثلاثہ (امام مالک - امام شافعی - امام احمد) اور ائمہ مذہب حنفی سے صاحبین (امام ابو یوسف وامام محمد -) اس قسم کے معاملات کی نسبت فتوے ہے گو بعض ائمہ مذہب حنفی (جیسے حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ) کو اس فتوے سے کلی اتفاق نہیں ہے بلکہ اس قسم کے بعض معاملات کو وہ جائز رکھتے ہیں بعض کو ناجائز کہتے ہیں -

کتب فقہ مشہورہ ہدایہ - دُرِّ مختار - وغیرہ میں اس قسم کے بہت سے معاملات ومسائل ذکر کرکے ان کی نسبت ائمہ ثلٰثہ وصاحبین سے عدم جواز کا فتوے نقل کیا ہے - اور اُسکی

وجہ و دلیل یہی بیان کی ہے۔ جو اس آیت سے مفہوم ہوتی ہے۔ کہ انمیں اعانت معصیت پائی جاتی ہے۔ اور اعانت معصیت جائز نہیں۔

و از انجملہ بعض مسائل و معاملات کی نسبت امام ابو حنیفہ کا اختلاف بیان کیا ہے۔ منجملہ انکے ایک معاملہ یا مسئلہ یہ ہے۔

وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم انه یتخذه خمراً لان المعصیة لاتقوم بعینه بل بعد تغیره وقیل یکره لاعانته علی المعصیة ونقل المصنف عن السراج والمشکلات ان قوله ممن ای من کافر اما بیعه من المسلم فیکره ومثله فی الجوهرة والباقلانی وغیره وزاد القهستانی معزیاً للخانیه انه یکره بلاتفاق۔ بخلاف بیع امرد ممن یلوط به وبیع سلاح من اهل الفتنة لان المعصیة تقوم بعینه ثم الکراهة فی مسئلة الامرد مصرح بها فی بیوع الخانیة وغیرها واعتمده المصنف علی خلاف ما فی الزیلعی والعینی وان اقره المصنف فی باب البغاة قلت وقدمنا ثمه معزیاً للنهر ان ما قامت المعصیة بعینه یکره تحریماً والا فتنزیهاً فلیحفظ توفیقاً۔ وجاز تعمیر کنیسة وحمل خمر

(۱) مسلمان کا کافر کے ہاتھ شراب فروخت کرنا یا اُسکے لئے اجرت پر شراب اوٹھا کر لیجانا۔ یا انکے ہاتھ شراب بنانے کے لئے شیرہ انگور بیچنا۔

(۲) کفار کے لئے اجرت پر ایسا گھر تعمیر کر دینا۔ یا کرایہ پر دینا جسمیں وہ آگ وغیرہ باطل معبودوں کی پرستش کریں۔ یا اُنہیں شراب فروخت کریں۔

(۳) بے ریش لڑکے کو ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے لواطت کرنا چاہے فروخت کرنا۔

(۴) لونڈی کو ایسے شخص کے ہاتھ جو اُس سے قبل استبراء (حیض آنے سے اُسکے رحم کا حمل سے بری و خالی ہونا دیکھنا۔) یا برخلاف وضع فطرت اس سے مباشرت کرنا چاہے۔ یا اوسکو گانا بجانا ناچنا تعلیم کرنے کا ارادہ رکھے فروخت کرنا

(۵) کافروں یا باغیوں کے ہاتھ جو مسلمانوں سے لڑنا چاہیں۔ لڑائی کے دنوں میں ہتھیار فروخت کرنا۔

ذمی بنفسه او دابته باجر لا عصیرها لقیام للمعصیة بعینه وجاز اجارة بیت بسواد الکوفة ای قربها لا بغیرها علی الاصح لان غالب اهلها اهل الذمة لیتخذ بیت نارا و کنیسة او بیعة او یباع فیه الخمر وقالا لا ینبغی ذلك لانها اعانة علی المعصیة وبه قالت الثلثة زیلعی ودر مختار ومثله فی رد المختار والهدایه والکفایه وغایة البیان یعنی وغیرها۔

(۶) مرغباز یا مینڈھے باز کے ہاتھ مرغے یا مینڈھے کو جسکو وہ لڑانے کیلئے خرید نا چاہی فروخت کرنا۔ اور کبوتر باز کے ہاتھ کبوتر کو جسکو وہ اڑانے کیلئے خرید نا چاہے فروخت کرنا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

درمختار وغیرہ مین ان سب معاملات و مسایل کی نسبت ائمہ ثلثہ و صاحبین سے تو وہی عدم جواز نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول اس تفصیل سے نقل کیا ہے کہ شراب کی بیع تو بہر حال و بلا شرط نا جائز ہی مگر اسکو ذمی کے لئے اجرت پر اُٹھا کر لیجانا جائز ہے۔ اگر اٹھانے والے کی صرف اجرت لینے کی نیت ہو یہ نیت نہ ہو کہ ذمی اس شراب کو پیئے۔ اور نیز تیار شدہ شراب کی بیع بہر حال و بلا شرط نا جائز ہی مگر شیرہ انگور کی (جس سے شراب تیار ہوتی ہو۔) بیع مطلقًا نا جائز نہیں۔ بلکہ اسمیں یہ تفصیل ہی کہ اس شیرہ کی بیع شراب ساز کے ہاتھ صرف روپیہ کمانے کی نیت سے جائز ہے۔ اس نیت سے کہ اس سے شراب بنا کر پی جائے جائز نہین ہے۔ ایسے ہی لونڈی یا مرغے یا مینڈھے یا کبوتر سے گناہ کے کام کروانے کی نیت ہو تو انکی بیع نا جائز ہے۔ یہ نیت نہ ہو صرف ٹکے وصول کرنے کی نیت ہو۔ تو جائز ہے۔ بے ریش لڑکے کی بیع لونڈے باز کے ہاتھ اور ہتھیاروں کی بیع لڑائی کے وقت باغیوں یا کفار کے ہاتھ میں بہر حال نا جائز ہے۔ (گو بیچنے والے کی نیت اُس لڑکے سے برا کروانے اور ان ہتھیاروں سے مسلمانون کو کٹوانے کی نہ ہو) بے ریش لڑکے کی بیع کی نسبت درمختار اور خانیہ وغیرہ میں تو یہی عدم جواز بیان کیا ہے۔ مگر ردّ المحتار میں بے ریش لڑکے کو بھی لونڈی کے حکم میں شمار کیا ہے۔ ایسا ہی برہان شرح

مواہب الرحمان وغیرہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس تفصیل کی صورتوں میں باہم اختلاف پایا جاتا تھا۔ اور وہ سخت اعتراض تناقض کا موجب تھا۔ لہذا اس قول کے حامیوں اور ناصروں نے اُن مختلف صورتوں کے متعلق اشیاء کو دو قسم میں منقسم کیا۔ اور اس انقسام کی وجہ سے اُنکے حکم کو جداگانہ قرار دیا ہے۔ **قسم اول** وہ اشیا جنکی ذات اور موجودہ حالت میں معصیت قائم ہو۔ (جیسے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے ہتھیار اور تیار شدہ شراب ہے) **قسم دوم** وہ اشیاء جنکی ذات اور موجودہ حالت کے بدل جانے کے بعد انمیں معصیت قائم ہو۔ (جیسے شیرہ انگور کہ وہ متغیر ہو جانے اور سڑ جانے کے بعد شراب بنتا ہے۔ اور محل معصیت ہوتا ہی نہ موجودہ حالت شیرہ ہونے میں) اسوجہ سے بیع و شرا قسم اول کو بہر حال ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اور خرید و فروخت قسم دوم کو بشرط نیت معصیت ناجائز کہا گیا ہے۔ کہاہے کہ اسمیں کوئی تناقض و تخالف نہیں ہے۔

> ولا باس ببیع العصیر ممن یعلم انہ یتخذہ خمرا لان المعصیۃ لا تقوم بعینہ بل بعد تغیرہ بخلاف بیع السلاح فی ایام الفتنۃ لان المعصیۃ تقوم بعینہ۔ (ھدایہ ومر مثلہ عن الدر المختار وفیہ عد الخمر مما تقوم المعصیۃ بعینھا

اس تقسیم و تفصیل اور اُسکے حکم پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا تھا۔ کہ اسصورت میں لازم تھا بے ریش لڑکے اور لونڈی اور مرغے اور مینڈھے اور کبوتر کی بیع و شرا کو بہر حال ناجائز قرار دیا جاتا۔ اور اُنکی بیع میں نیت معصیت کو شرط عدم جواز بیع نہ ٹھرایا جاتا۔ کیونکہ یہ قسم اول سے ہیں۔ جنکی ذات سے معصیت قائم ہے۔ نہ قسم دوم سے کہ وہ شیرہ انگور کیطرح بدل جانے کے بعد محل قیام معصیت ہوں۔ تو اُسکے جواب میں اس قول کے حامیوں و ناصروں کو یہ دوسری تقسیم تجویز کرنی پڑی۔ کہ وہ اشیائ جنکی ذات سے معصیت قائم ہو۔ پھر دو قسم ہیں۔ **قسم اول** وہ جنکی ذات میں برائی ہے۔ (جیسے تیار شدہ

> لا یکرہ بیع الجاریۃ المغنیۃ والکبش النطوح والدیک المقاتل والحمامۃ الطیارۃ لانہ

ليس عينها منكرا وانما المنكر في استعمالها المحظور
قلت لكن هذه الاشياء تقوم المعصية
بعينها لكن ليست هي المقصود الاصلي عنها
فان عين الجارية للخدمة مثلا والغناء
عارض فلم يكن عين المنكر بخلاف السلاح
فان المقصود الاصلي منه هو المحاربة
به فكان عينه منكرا اذا بيع لاهل الفتنة
فصار المراد بما تقوم المعصية به ما كان
عينه منكرا بلا عمل صنعة فيه فيخرج
نحو الجارية للمغنية لانها ليست عين المنكر
ونحو الحديد والعصير لانه وان كان يعمل
منه عين المنكر لكنه بصنعة تحدث فلم
يكن عينه وبهذا ظهر ان بيع الامرد ممن
يلوط به مثل الجارية المغنية فليس
مما تقوم المعصية بعينه (رد المحتار)

شراب ہے۔ اسکی بیع بلاشرط نیت بدبعصیت
حرام ہے۔ **قسم دوم** وہ جنکی ذات
مین برائی نہیں جیسے بے ریش لڑکا۔ اور
لونڈی۔ مرغا وغیرہ ہیں کہ انکی ذات مین
برائی نہیں ہو۔ بلکہ صرف انکے طریق استعمال
مین برائی ہے۔ اگر انکو برے محل مین اور
برے طور پر استعمال کرین۔ لہذا اُن کی
بیع صرف اسی صورت مین (کہ اسکی بیع سے
مقصود ناجائز استعمال ہونا) جایز ہو۔
اس تفصیل و تقسیم اور اسکے حکم پر ایک اور
سخت اعتراض وارد ہوتا تھا۔ کہ اس
صورت مین لازم تھا۔ کہ بے ریش لڑکے اور
ہتھیارون کی بیع کو بھی شرط نیت بد سے
ناجایز کہا جاتا۔ بہرحال اور مطلقًا اُن کی
بیع کو ناجایز نہ بتایا جاتا۔ (چنانچہ ہتھیارون
کی نسبت باتفاق کُل اور بے ریش لڑکے کی نسبت بحسب تصریح درمختار وغیرہ کہا گیا ہے۔) انکی
ذات بھی ایسی ہے جسمین کوئی برائی نہیں ہے۔ برائی صرف انکے محل استعمال اور طریق

والفرق لابي حنيفة بين كراهة بيع
السلاح من اهل الفتنة وعدم كراهة
بيع العصير ممن يتخذه خمرا ان الضرر
فيها راجع الى العامة وهنا لا يرجع الى

استعمال مین ہو۔ اسکا جواب اس قول
کے حامیون اور ناصرون نے یہ دیا ہے
کہ لازم تو یہی امر تھا۔ مگر اس نظر سے کہ
ہتھیارونکا ضرر عام مسلمانون پر پڑتا ہے۔

الخاصة (عینی)
وقیل الفرق الصحیح ان الضرر ههنا یرجع الی العامة وهناك یرجع الی الخاصة ذکرہ فی الفوائد الظهریه (فتح القدیر ابن الهمام)

انکی بیع کو بہرحال و بلاشرط ناجائز قرار دیا گیا ہے اور اُسکے نظایر اشیاء مذکورہ (جنکی ذات میں بُرائی نہیں بلکہ صرف طریق استعمال میں ہے جیسے لونڈی - مرغا وغیرہ) اس نظر سے کہ اُسکا ضرر عام نہیں خاص خاص لوگوں پر ہے بشرط نیت بد ناجائز قرار دیا۔ مگر اہل بصیرت و انصاف بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ جواب ناکافی ہے۔

دفع ضرر کی نظر و لحاظ سے ہتھیاروں کی بیع کو بہرحال و بلا شرط ناجائز قرار دیا گیا ہے تو یہ لحاظ ہتھیاروں کے نظایر (جو پیش ہوئے - لونڈی - اور مرغے - اور مینڈھے وغیرہ) میں بھی ضروری تھا - انمیں گو ضرر عام نہیں مگر ضرر خاص تو ہے - اور مسلمانوں سے ہر قسم ضرر کا عام ہو - خواہ خاص دفع کرنا ضروری ہے - اور واجب ہے - اور عموم و خصوص کا فرق کالعدم ہے کیونکہ مسلمانوں کی شان واحد ہے بعض مسلمانوں کو ضرر سے بچانا ویسا ہی ضروری ہے - جیسا کہ کل مسلمانوں کو قتل سے بچا سکیں - تو عام و خاص سب کو چاہیے گناہ سے بچا سکیں تو سب کو وعلی ہذا القیاس -

اس امر کے مؤید بہت سے نصوص ہیں جنمیں ارشاد ہے کہ سب مسلمانوں کی (عام ہوں یا

الدین النصیحة لله ولرسوله ولائمة المسلمین ولعامتهم (صحیح بخاری)
لاضرر ولاضرار فی الاسلام (موطا امام مالك وغیرہ)
القاعدة الخامسة الضرر یزال اصلها قوله علیه السلام لاضرر ولاضرار فی الاسلام
(اشباہ النظایر صفحہ ۵۹۷۹)

خاص) خیر خواہی دین ہے - اور انکو ضرر سے بچانا لازم ہے - اور قاعدہ فقیہہ جو اشباہ النظایر میں بیان ہوا ہے - کہ ضرر دور کیا جاوے وہ بھی اپنے مضمون اور اصل الاصول کی رو سے عام ہے ضرر عام سے اسکی کوئی خصوصیت نہیں ہے عام و خاص میں مقابلہ ہو تو وہاں عام کا

لحاظ مقدم ہی چنانچہ اس قاعدہ خامسہ اشباہ کے متعلق قاعدہ ثالثہ کے مقیدات اول و دوم اسپر شاہد ہیں[له]۔ اور جو خاص عام کا مقابل نہ ہو۔ بلکہ مؤید اور اُسکے ماتحت داخل ہو اُسکو خواہ مخواہ عام کا مقابل بناکر عام کے لحاظ سے اُسکو نظرانداز کرنا کوئی معنے اور وجہ نہیں رکھتا۔ ایک سوال اس قول و رائے کی تفصیل اوّل و دوم پر یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ شراب کی ذات مین معصیت قائم ہی اور شراب ہی سے بذات خود بُری۔ اور اسی وجہ سے شراب کی بیع بہر حال و بلا شرط نیت بدنا جائز ٹھرائی گئی ہے۔ تو پھر شراب کی حمالی (اجرت پر اُسکو اُٹھا کر لیجانا) کیون جائز رکھی گئی ہی۔

اس سوال کا جواب جو اس قول کے حامیون نے یہ دیا اور کہا ہے۔ کہ گناہ تو شراب پینے سے ہوتا ہے۔ جو پینے والے کا فعل ہی۔ نہ اٹھانے سے اور اٹھانے کو پینا لازم نہیں ہوتا۔ اور نہ اس سے مقصود ہوتا ہے۔ اُٹھانے والے غرض صرف اجرت لینے کی ہوتی ہے نہ شراب پلانے کی۔ اور اُٹھانے کو پینا لازم ہی بھی ہے ممکن ہی۔ کہ شراب کو اٹھا کر لیجانا۔ اُسکو گرا دینے یا بہا دینے یا سرکہ بنا لینے کی غرض سے ہو یہ محض غلط و مغالطہ ہے۔ یہ خیالی احتمالات لائق لحاظ ہین۔ تو یہ فروخت شراب کی نسبت بھی ہو سکتی ہیں۔ بنا بر علیہ شراب کی

ولان المعصیة فی شربها وهو فعل فاعل مختار۔ ولیس الشرب من ضرورة الحمل ولا یقصد به (هدایه)

ای لا یقصد الحامل بالحمل شربها الذمی هل مقصوده تحصیل الاجرة (کفایه)

ولیس الشرب من ضرورة الحمل لان حملها قد یکون للاراقة او للتخلیل (رد المختار)

[له] اشباہ میں قاعدہ خامسہ کے متعلق تین قاعدہ اور بیان کیے ہین۔ از انجملہ قاعدہ ثالثہ والضرر لا یزال بالضرر، بیان کرکے کہا ہی تنبیه ویتحمل الضرر الخاص لاجل دفع الضرر العام وهذا مقید لقولهم الضرر یزال الا یزال بمثله۔ پھر اس کی تفصیل و تمثیل کے بعد کہا ہی۔ تنبیه اخر ویقید القاعدة ایضاً بما لو کان احدهما اعظم ضررًا فان الاشد یزال بالاخف۔ الخ۔

فروخت کو بلا شرط ناجائز قرار دینے پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جسکا اس قول کی حامیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ کوئی جواب بنتا نظر آتا ہے) کہ یہ سبھی احتمالات شراب کی خرید و فروخت میں موجود ہیں۔ ممکن ہی کہ شراب خریدنیوالا اس نیت سے شراب خریدتا ہو کہ وہ اسکو خرید کر بہا دے یا اُس کا سرکہ بنالے۔

پھر باوجود قیام ان احتمالات اسکی بیع کو کیوں بہر حال و بلا شرط نیت بد ناجائز قرار دیا گیا ہے اور کیوں یہ تجویز نہیں کیا گیا کہ اگر شراب بیچنے والے کی یہ نیت ہو کہ خریدار اُسکو پیئے۔ تو اسکی بیع حرام ہے۔ ورنہ حلال۔ کیونکہ خریدنے کو پینا لازم نہیں۔ ممکن ہے کہ خریدنا بہا دینے یا سرکہ بنانے کی نیت سے ہو۔

الحاصل شراب کو فروخت کرنا اور اُسکو شرابی کے لئے اٹھا کر لیجانا بلا تفاوت سرمو یکسان ہی۔ لہذا اوّل کو بہر حال و بلا شرط ناجائز قرار دینا اور دوسرے کو بہ شرط نیت بد ہونے کے ناجائز کہنا قول بے دلیل ہی۔

ان سوالات سے ناظرین باتمکین انصاف آئین پر مخفی نہ رہیگا۔ کہ یہ قول دلیل کی نظر سے ضعیف ہو۔ اور اُنکی تفصیلات آپس میں متناقض و مضطرب اور ایک دوسرے کی مخالف ہے۔ اور مذہب حق و لائق افتا وہی مذہب ہی۔ جو ائمہ ثلثہ اور صاحبین نے اختیار کیا ہے۔ کہ شراب کی بیع و حمالی اور اسکے دیگر نظائر (جنمیں اعانت معصیت پائی جاتی ہے۔ اُنکی ذات اور موجودہ حالت میں معصیت پائی جاتی ہو۔ خواہ بعد تغیر حالت اور خواہ اُنکی ذات میں بُرائی ہو۔ یا اُنکے متعلقات طریق استعمال وغیرہ میں) سبھی معاملات ناجائز ہیں۔ اگر معاملہ کرنیوالے کو اس امر کا علم ہو کہ ان اشیاء سے معصیت کا کام لیا جائیگا۔ یہ اسباب میں قرآنی شہادت ہے اور اسکی تائید میں تفصیل مذاہب۔

اب ہم حسب وعدہ حدیث نبوی کی شہادت پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں اعانت معصیت پائی جاوے وہ معاملہ جائز نہیں ہے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن جابر قال لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء رواه مسلم (مشکوۃ ص ۲۳۶)

سے حدیث مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے سود کھانے والے کھلانیوالے۔ لکھنے والے۔ اسپر گواہی کرنیوالوں سب کو لعنت کی۔ اور یہ بات فرمائی ہے کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ حدیث اس باب میں نص ہے کہ گناہ کے مددگار بھی ویسے ہیں جیسے اصل گناہ گار گناہ کے مرتکب۔ سود خوار تو اصل گناہ سود خواری کا مرتکب ہوا۔ اسلئے مورد لعنت ہوا۔ باقی تینوں اسلئے کہ سود خواری میں اُسکے مددگار بنے۔

وعند البزار والطبرانی وابن عدی والعقیلی من حدیث عمران بن حصین ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع السلاح فی الفتنة وصوب ابن عدی وقفه وعلقه البخاری (تخریج هدایه لابن حجر ص ۲۵۰ وبخاری ص ۲۸۶)

اور عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے لڑائی کے دنوں میں ہتھیاروں کی فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ (یعنے اہل حق مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ظالم کافروں یا باغیوں کے ہاتھ) اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا قول عمران ہونا صحیح ہے اور امام بخاری نے بھی اسکو عمران کے قول سے اپنی کتاب صحیح میں نقل کیا ہے۔

یہ حدیث بھی نص ہے کہ معصیت کی اعانت بھی معصیت ہے۔

باب بیع السلاح فی ایام الفتنة وهی ما یقع بین المسلمین من الحروب هل هو مکروه ام لا۔ نعم یکره عند اشتباه الحال لانه من باب التعاون علی الاثم والعدوان

قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کی آپس میں لڑائی ہو۔ اور معلوم نہ ہو کہ حق پر کون ہے تو بھی اُن کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا مکروہ وممنوع ہے کیونکہ یہ معصیت کی اعانت ہے۔ اور اگر تحقیق سے معلوم ہے کہ ایک جانب باغی ہیں۔ دوسری طرف

وذلك مکروہ منہی عنه اما اذا تحقق الباغی فالبیع لمن کان علی الحق لاباس۔

قوله کرہ عمران بیعه فی الفتنة لمن یقتل بہ ظلماً کبیع العنب لمن یتخذہ خمراً والشبکیة لمن اصطاد بہا فی الحرم والخشب لمن یتخذہ منه الملاہی۔ وبیع المماليك المرد لمن یعرف بالفجر فیہم وھذا حرام عند التحقیق او الظن اما عند التوہم فمکروہ (قسطلانی ص ۴۳ ع ۴)

امام برحق۔ تو حق والے کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا جائز ہے۔

عمران نے جو اس بیع کو مکروہ کہا ہے اس سے اس شخص کے ہاتھ ہتھیار کی بیع مراد ہے جس سے وہ ظلم سے لوگوں کو قتل کرے۔ اسکی نظیر انگوروں کی بیع ہے۔ اس شخص کے ہاتھ جو اس سے شراب بنادے۔ اور جال کی بیع اس شخص کے ہاتھ جو حرم میں اس جال سے شکار پکڑے۔ اور لکڑی کی بیع اس شخص کے ہاتھ جو اُس لکڑی سے گانے بجانے کے آلات (طبلہ سارنگی وغیرہ) بنانا چاہے۔ اور بے ریش غلاموں کی بیع اس شخص کے ہاتھ۔ جو انکے ساتھ بدفعلی کرنے سے مشہور ہو۔ یہ سب معاملات تحقیق یا غلبہ ظن کے وقت حرام ہیں۔ اگر صرف وہم ہو کہ ان چیزوں سے گناہ کا کام لیا جائیگا۔ تو پھر بھی مکروہ ہونے سے خالی نہیں ہیں۔

اور حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت نے شراب کے متعلق دس اشخاص کو لعنت

عن انس رضی اللہ عنہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرة۔ عاصرها (۱)۔ ومعتصرها (۲) وشاربها (۳)۔ وحاملها (۴)۔ والمحمولة الیه (۵) وساقیها (۶)۔ وبائعها (۷)۔ واکل ثمنها (۸) والمشتری له (۹)۔ والمشتری الیه (۱۰)۔ رواہ الترمذی قال الحافظ فی التلخیص رواتہ ثقات (نیل الاوطار ص ۱۳۵ ج ۵)

کی ہے (۱) جو شیرہ انگور وغیرہ (جس سے شراب تیار ہو) نکالے (۲) جو اُس کا طالب ہو (یعنے حکم کرے) (۳) جو اسکو پیئے۔ (۴) جو اسکو اٹھا کر لیجائے۔ (۵) جس کیطرف اٹھا کر لیجائیں۔ (۶) جو اُسکا ساقی ہو۔ (پیالہ بھر کر پلاوے) (۷) جو فروخت

کرے۔ (۸) جو اُسکا دام کھاوے۔ (۹) جو خرید کرے۔ (۱۰) جس کیلئے خریدی جاوے۔

یہ حدیث بھی نص ہی کہ اعانت معصیت معصیت ہے۔ ان دس اشخاص میں نمبر ۱ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹۔ ایسے ہیں جو باوجود خود مرتکب شراب نوشی نہ ہونے کے صرف اسیوجہ سے مورد لعنت ہوئے ہیں۔ کہ وہ شراب نوشی کے مددگار ہیں۔ منتقی الاخبار وغیرہ کتب حدیث مین اس حدیث کو اسی مدعا کے لئے لائے ہیں اور اسی سے یہ مسئلہ استنباط کئے ہیں۔ کہ شیرہ انگور کا دیدہ دانستہ شراب ساز کے ہاتھ فروخت کرنا حرام ہے۔ ایسے ہی تمام بیوع جن مین اعانت معصیت پائی جاتی ہو۔

بریدہ سے طبرانی نے اس مضمون کی حدیث نقل کی ہے۔ کہ جو شخص انگور توڑنے کے ایام میں اس نیّت سے انگوروں کو روک رکھے (نہ توڑے)، کہ وہ کسی یہودی یا نصرانی کے ہاتھ میں یا ایسے شخص کے ہاتھ میں جو اس سے شراب بناوے انگور فروخت کریگا وہ دیدہ و دانستہ آگ میں پیٹھ گیا۔

وعن بريدة عند الطبراني فی الاوسط بلفظ من حبس العنب ايام القطاف حتى يبيعه من يهودى او نصرانی او ممن يتخذه خمرًا فقد تقحم النار على بصيرة حسنه الحافظ فی بلوغ المرام واخرجه البيهقی بزيادة او ممن يعلم ان يتخذه خمرًا۔

بیہقی نے اس روایت میں یہ بڑھا دیا، کہ یا وہ ایسے شخص کے ہاتھ انکی بیع کرنا چاہے جسکے شراب بنانے کا اُسکو علم ہو۔ شوکانی نے یہ روایت نیل الاوطار میں نقل کرکے کہا ہے کہ اس روائت میں حبس بغرض بیع بدست شراب ساز کا لفظ اور علم شراب سازی کا لفظ دو نو بتارہے ہیں۔ کہ شراب سازی کے قصد و علم سے بیع انگوروں یا شیرہ کی منع ہے

قوله حبس وقوله او ممن يعلم ان يتخذه خمرًا يدلان على اعتبار القصد والتعمد للبيع الى من يتخذه خمرًا ولا خلاف فی التحريم مع ذلك واما عند عدمه فذهب جماعة من اهل العلم الى جوازه منهم الهادوية مع الكراهية

ما لم يعلم انه يتخذه لذلك ولكن البيع
من اليهودي والنصراني لا يجوز لانه
مظنته لجعل العنب خمرًا ويؤيد
المنع من البيع مع ظن استعمال المبيع
في معصية ما اخرجه الترمذي و
قال غريب من حديث ابي امامة ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبيعوا
القينات المغنيات ولا تشتروهن ولا
تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن
حرام (نيل الاوطار ص۱۴ ج ۵)

اور بحالت قصد و علم میں اس بیع کو حرام کہنے میں اختلاف نہیں۔ شراب سازی کا قصد نہ ہو تو پھر ایک جماعت نے اس بیع کو جائز رکھا ہے۔ مگر اس شرط سے کہ شراب سازیکا علم نہو۔ اور یہودی نصرانی کے پاس تو بیع جائز نہیں کیونکہ وہ اس ظن کا محل ہے کہ یہودی نصرانی اس سے شراب ہی بنائیں گے۔ اور اس ممانعت بیع کی مؤید وہ حدیث ہے جو ترمذی نے ابو امامہ سے نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم گبیوں گانے والی لونڈیاں کی خرید و فروخت نہ کرو۔ اور نہ انکو گانا بجانا سکھاؤ۔ انکی تجارت میں بھلائی نہیں۔ اور انکا دام حرام ہے۔

یہ حدیث اور جو انکی شرح مین شوکانی نے کہا ہے۔ کہ اس حدیث کے الفاظ (بیع عنب بغرض بیع بدست شراب ساز و علم شراب سازی) بتا رہے ہیں۔ کہ قصد و نیت شراب سازی یا علم سازی سے یہ بیع حرام ہے۔ اس مذہب کی دلیل نہیں ہو سکتی جسمیں کو شراب سازی کے قصد و نیت سے شیرہ انگور کی بیع کو تو حرام کہا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے شراب کی حمالی (باجرت اٹھا کر لے جانے) کو جائز رکھا ہے۔ اور اسکی دلیل یہ بتائی ہے۔ کہ شراب کا صرف پینا منع ہے۔ نہ اٹھانا۔ اور اٹھانیکو پینا لازم نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ شراب ڈھولنے والا اسکو بہا دے۔ یا سرکہ بنالے اور اٹھانیوالے کا مقصود بھی یہ نہیں ہوتا کہ ڈھوا کر لیجانے والا اسکو پیئے بلکہ اسکا مقصود صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی اجرت کے پیسے کرے۔ اس مذہب کی یہ دلیل صاف بتا رہی ہے کہ شراب کا صرف قصد و علم موجب حرمت و ممانعت بیع نہیں۔ بلکہ اگر اسکے ساتھ یہ نیت کہ شراب نوشی کیجائے شامل ہو تو حرمت ثابت ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ دلیل نہونیکی وجہ یہ ہے کہ شراب کا قصد و علم تو حمالی میں بھی موجود ہے۔

جسکو اس مذہب نے حلال کہا ہے انہوں نے حمالی جایز رکھی ہے - تو اسیوجہ سے جایز رکھی ہے - کہ اس میں شراب نوش کرانے کی نیّت نہیں پائی جاتی - بلکہ صرف ٹکے کمانے کی نیّت ہوتی ہے - اور یہ امر (شراب نوشی کرانے کی نیّت نہ ہونا - اور صرف ٹکے کمانے کی نیّت کرنا) شراب ساز کے ہاتھ شیرۂ انگور فروخت کرنے والے مسلمان کی بیع میں بھی پایا جاتا ہے - اور اُسکے حق میں یہ کہا جاسکتا کہ اُسکا مقصود شراب ساز کے ہاتھ میں شیرہ فروخت کرنے سے صرف ٹکے کمانا ہے - یہ مقصود نہیں ہے کہ شراب بناکر نوش کیجائے - اور نہ یہ امر شیرہ کی بیع یا شراب کو لازم ہے - ممکن ہے کہ شیرہ کی شراب بناکر اُسکو بہا دیا جاوے - یا سرکہ بنالیا جاوے لہذا یہ حدیث اور اُسکی شرح مذکور (جو مجرد قصد و علم شراب سازی پر دگو اُسکے ساتھ نیّت شراب نوشی کا ضمیمہ منضم نہو) حرمت بیع کا حکم لگاتے ہیں - اس مذہب کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتی - اس مذہب کی تجویز حمالی شراب باوجود علم و نیّت حمل شراب نے اس مذہب کو مشوش و مضطرب کردیا ہے - اور اس لایق نہیں رہنے دیا کہ یہ حدیث اور اُسکی شرح مذکور اُسکی دست آویز بن سکیں -

ایسا ہی اس مذہب کا لونڈی اور بے ریش لڑکے کی بیع کو اُس شخص کے ہاتھ جو اُن سے بدفعلی کریں باوجود علم و گمان اس بدفعلی کے جائز رکھنا اور اُسکی یہ دلیل بیان کرنا کہ لڑکا اور لونڈی اسی غرض بد کے لیئے موضوع و مخصوص نہیں ہوتی - اور وہ جائز خدمات میں بھی کام آتے ہیں - لہذا ممکن ہے کہ وہ جائز خدمات میں کام آویں - اور فعل بد میں کام آویں صاف بتا رہا ہے کہ اس مذہب میں صرف قصد بیع محل معصیت و علم فعل بد پر حکم حرمت نہیں لگایا جاتا - جب تک کہ خاص فعل بد کرانے کی نیت بھی اُسکے ساتھ شامل نہ ہو - جو غالباً کسی مسلمان سے متوقع و متصور نہیں ہے -

صاحب ہدایہ اور زیلعی وغیرہ حامیان مذہب مذکور نے جو اس مذہب کی تائید کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے - یا اُسکی مثل ایک اور حدیث سے جس میں یہ

بیان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خمر کا درخت (انگور) لگانے والے پر لعنت کرتا ہے۔ جو شراب ہی کی نیت سے اُسکو لگاتا ہے۔ تمسک کیا ہے۔ وبنا بر علیہ حدیث انس مذکور کی

ان اللہ لعن الخمر وغارسہا لا بیعہا الا للخمر (تخریج ھدایہ للزیلعی)

جسمین شراب کے عاصر (یعنے شیرہ نکالنے والے) پر لعنت وارد ہے۔ تاویل میں کہا ہے۔ کہ اسمیں شراب کی نیت سے شیرہ نکالنا مراد ہے۔ اُنہون نے غار تحقیق اور فکر عمیق سی کام لیکر یہ خیال نہیں فرمایا۔ کہ جسحالت میں ہم صرف قصد ونیت شراب پر حکم حرمت نہیں لگاتے۔ بلکہ اُسکے ساتھ شراب پینے یا پلانے کی نیت کا ضمیمہ بھی لگا رہے ہیں۔ وبنا بر علیہ شراب کے حمالی جسمین قصد ونیت شراب تو موجود ہے۔ پھر شراب نوشی کرنے یا کروانے کی نیت نہیں پائی جاتی۔ تو اس تاویل قصد ونیت شراب سازی سے کیا فائدہ ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

بالجملہ جس عقد یا معاملہ میں معصیت کا پایا جانا اور متحقق ہونا معلوم یا بظن غالب مظنون ہو وہ عقد ناجائز ہے۔ اور اُسکی رضا یا اعانت میں اعانت معصیت متصور ہے اور اسوجہ سے وہ معاملہ ناجائز ہے۔ اور یہ مسئلہ عام اور اجمالی طور پر تمام مسلمانون میں مسلم ہے جس کی بعض تمثیلات ونظایر تو اتفاق کے ساتھ اُنمیں مسلم ہیں۔ (جیسے شراب کی بیع اور ہتھیارون کی بیع فتنہ وفساد کے وقت میں ظالم کا فرون اور باغیوں کے ہاتھ میں) اور بعض تمثیلات جمہور علماء اسلام کے نزدیک واجب و مسلم ہین۔ (جیسے حمالی شراب اور شیرۂ انگور کی بیع شراب ساز کے ہاتھ اس علم وگمان کے وقت کہ وہ اس کی شراب بنا دیگا)۔ اور چونکہ مسئلہ حرمت سود قدیم مسلمانوں سے نزدیک اتفاق کے ساتھ مسلم چلا آیا ہے۔ اور اس حکم کا متعلق (سود) اس قسم ممنوعات سے ہے جنکی عین ذات میں بغیر تغیر کسی حالت یا صفت کے معصیت قایم وموجود ہے۔ اور ہے بھی یہ سود بذات خود ایسا امر ومنکر جسمیں سراسر بُرائی بداخلاقی ناہمدردی بے مروتی پائی جاتی

ہے - اور یہ شراب کی پوری نظیر ہے - لونڈی یا غلام کی طرح اُسکے لئے جائز محل استعمال کوئی نہیں ہے - اور اس کی ممانعت نہ صرف اسلامی حکم ہے کہ اُسکو منجملہ فروعات عملیہ قرار دیکر بنا بر مذہب ماتریدیہ حنفیہ اہل کتاب کو اسکا مخاطب نہ ٹھرایا جاوے - بلکہ اس شریعت کا بھی حکم ہے جس کے وہ لوگ متبع کہلاتے ہیں - چنانچہ آیت منقولہ حاشیہ میں صاف تصریح ہے - کہ ”اہل کتاب کو سود لینے کی ممانعت کا حکم ہو چکا تھا“ لہذا سود کے لین دین کا ہر ایک عقد و معاملہ بیع شراب کی طرح مطلق و بہر حال حرام ہے - حمالی شراب کی مانند یا بیع لونڈی یا غلام کی طرح کسی نیت بد کی شرط سے حرام نہیں ہے - ایسے ہی اسکی اعانت ہوگی - اور اُسکی ممانعت و حرمت میں حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو اپنے شاگردوں اور جمہور علماء سے مخالفت نہ ہوگی - اور نہ اُسکی حرمت و ممانعت کے لئے کسی نیت بد کی شرط اُنکے نزدیک معتبر ہوگی - وہ شراب کی طرح بذات خود بد ہے - اور کسی نیت بد کا محتاج نہیں ہے - اسکی ممانعت و حرمت کیلئے اہل معاملہ کا یہ علم کہ فلاں عقد یا محل میں سود کا لین دین پایا جاے گا - کافی و وافی ہے واللہ اعلم

فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرًا واخذهم الربوا وقد نهوا عنه (سورة النساء ع ۲۲)

دوسرے سوال کا جواب

اس معاملہ میں بھی سود کے لین دین کی اعانت پائی جاتی ہے - اور اعانت سود ناجائز ہے - لہذا یہ معاملہ بھی ناجائز ہے - اس جواب کے دوسرے مقدمہ (یعنے کبرے) کا ثبوت تو جواب سوال اول کے ضمن میں کافی دیا گیا ہے - رہا ثبوت مقدمہ اولے (صغرے) سو یہ ہے - کہ از انجا کہ بینک کا اجرا اور قیام صرف سود کے لین دین کی غرض

اور سود ی تجارت کے لئے ہے - اور جو کوئی بینک میں روپیہ رکھتا ہے - وہ یہ شرط نہیں کر لیتا کہ میرا روپیہ بطور امانت رکھ لیا جائے اسمیں سودی چلانے کا تصرف نہ کیا جا اور اگر کوئی یہ شرط کرکے روپیہ داخل کرنا چاہے تو اسکو یہی جواب ملے - کہ ہم تمہارے باوا جی کے نوکر نہیں ہیں - کہ تمہارے روپیہ کو بطور امانت رکھ چھوڑین - ہم اس روپیہ کو اسی غرض سے رکھتے اور لیتے ہیں کہ اسکو سود پر چلاوین - اور اس سے نفع اٹھاوین - وہی نفع یا سود اس روپیہ رکھنے کی اجرت ہے - یہ اجرت دینی منظور نہ ہو تو روپیہ تمہارا احاطے سے باہر پھینکنے کے لائق ہے چلے جاؤ - ڈیم فول " اس سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں - کہ اس روپیہ کا سود پر چلایا جانا یقینی ہے بینک کا اصل اصول اس یقین کی روشن دلیل ہے -

اس یقینی اصول کے مقابلہ مین اگر یہ خیال کیا جاوے - جیسا کہ سوال میں درج ہے - کہ بینک میں ہمیشہ ایک ثلث سرمایہ کے قدر روپیہ جمع رکھنا شرط کیا گیا ہے لہذا ممکن ہے کہ جو روپیہ مسلمان رکھتے ہیں - وہی ایک ثلث میں آجاوے - اور وہ امن امان رکھا رہے تو اسکے مقابلہ یہ خیال کرنا بھی مناسب ہے کہ گو عقل کی تجویز سے یہ امر ممکن ہے - جیسے کولہو کے بیل کا کھڑے کھڑے سر ہلاتے رہنا ممکن ہے جس کو ایک منطقی نے تجویز کیا تھا - مگر عادت کے فتوے سے یہ امر امکان سے خارج اور

لے نقل مشہور ہے کہ ایک ناتجربہ کار منطقی نے ایک تیلی سے پوچھا کہ تو نے اپنے کولہو کے بیل کے گلے مین جھن جھن کرنے والی چیز (جرس یا گھنٹی) کیوں لٹکا رکھی ہے - اس نے جواب دیا کہ تا کہ اسکی غائبانہ آواز سے معلوم ہو جائے کہ وہ چل رہا ہے - کھڑا نہیں ہو گیا - اس پر منطقی صاحب بولے کہ ممکن ہے کہ وہ کھڑا کھڑا سر کو ہلاتا رہے تاکہ تیلی جانے کہ بیل چل رہا ہے تیلی نے جواب دیا کہ میرا بیل منطق نہیں پڑھا - لہذا یہ امکان معدوم ہے - اور کھڑے کھڑے سر کو ہلاتے رہنا بیل کی عادت کے ... بخلاف انسان کی عادت کے

محال ہے۔ بینک والے ایسا نہیں کرتے اور نہ عمداً کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان کا ملازم ایسا کرنا چاہے تو اُسکو احمق یا پاگل بنا کر موقوف کرنے کو تیار ہو جائین۔ بینک مین جو روپیہ آتا ہے وہ بحکم ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد اسی روپیہ مین داخل ہوتا ہے۔ جو سود پر چلایا جاتا ہے۔ اور جو ایک ثلث کُل روپیہ جمع رہتا ہے۔ وہ کوئی خاص روپیہ نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی خاص روپیہ جمع رہتا ہے۔ کہ وہ اس امکان عقلی و تجویز منطقی کا محل ہو۔ بلکہ ہزارون لاکھون روپیہ سود اور غیر سود کے آتے ہیں۔ اور ہزارون لاکھون سود پر جاتے ہیں۔ اسی مجموعہ سے جس میں امانتی اور سودی روپے سبھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک ثلث جمع رہتے ہین۔ لہذا جمع کی رقم کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ممکن ہے۔ کہ وہ ہمارا ہی امانتی روپیہ ہو۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کولہو کے بیل کا کھڑے سر کو ہلاتے رہنا ممکن ہے جسکو کوئی سلیم العقل تجویز نہیں کرتا۔

بینک میں روپیہ رکھنے کے فوائد کے جو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ روپیہ تلف نہیں ہوتا۔ بینک کے سوا اور جہان کسی مسلمان یا غیر مسلم جماعت یا شخص کے پاس روپیہ رکھا جاوے وہان تلف ہو جانے کا احتمال ہے۔ یہ خیال بھی ایک خام خیال ہر وسوداے محال ہے۔ دنیا بھر میں یا ہر شہر و ملک میں انگریز اور ہندو بینکر ہی ایمان و دیانتدار نہیں ہیں مسلمان بھی ایماندار رہین۔ تمام مُلک یا اپنے شہر کے تمام مسلمانون کو امانتداری سے خالی سمجھنا اپنے آپ کو بُرا کہنا ہے۔ اور بے وجہ بدگمانی اور بہت سے معاملات کی برہمی کا موجب ہے۔ اور تلف و نقصان کا احتمال جیسا کہ ان لوگون کے پاس روپیہ رکھنے میں ہے بینک میں بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ بینک والے بھی دوالے نکال بیٹھا کرتے ہین۔ اور روپیہ والے اُنکا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ اور کبی مسلمان آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اُنکے پاس جمع شدہ روپیہ مالکون کو مل جاتا ہے۔ ہم اس مقام میں بطور نظیر انجمن حمایت اسلام لاہور اور اسکے سابق محل امانت روپیہ ہی کو پیش کرتے

ہیں۔ ایک مدت تک خانصاحب عبدالرحیم خان داروغہ صفائی لاہور کے پاس رہا۔ پھر وہ اُن ہی کے اس تکلیف سے دست بردار ہو جانے کے سبب شیخ رحیم بخش و محمد رفیع نامی سوداگران انار کلی لاہور کی دکان میں جمع رہا۔ اور خدا کے فضل سے اسمین تلف و نقصان نے راہ نہ پایا۔ ابتک وہ اسمیں رہتا تو کوئی اندیشہ و نقصان نہ ہوتا۔ اس دکان کی جمعیت و اعتبار خدا کے فضل سے اس رقم سے بمراتب زائد ہے۔ جو انجمن کا اگلا پچھلا روپیہ ہے۔

اب جو وہ بینک میں رکھا جاتا ہے تو اراکین انجمن ہمکو بتا دین کہ اس سے ان کو کیا فائدہ ہے۔ بجز اسکے کہ انکا روپیہ بھی لبشمول دیگر روپیہ سود پر چلایا جاتا ہے۔ اور انجمن کو اسکے گناہ اعانت معصیت کا حصہ ملتا ہے۔ انجمن کے اراکین سے کوئی صاحب اہل علم ہیں تو وہ اب بھی اس فتوے میں غور کرین۔ اور بہت جلد اپنا روپیہ بینک سے نکال کر شیخ رحیم بخش و محمد رفیع کی دکان میں داخل کرین۔ آیندہ اختیار ہے +

نمقہ ابو سعید محمد حسین

شہادت و مواہیر علمائے دہلی۔

جواب صحیح

سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱

محمد عبد الجلیل ابوالحسن ۱۳۰۵

الحکیم محمد عبد الحکیم ابو عبد العلیم ۱۳۱۴

الراجی الی اللہ محمد عبد السلام غفرلہ ۱۲۹۹

الجواب صحیح و المجیب نجیح خلا قبیح

من قال سوی ذلک فقد قال محالا رقمہ

محمد امانت اللہ عفا عنہ ابو عبد اللہ ۱۳۰۹

عبد اللہ ابو داود ۱۳۰۴

محمد عبد العزیز ابو احمد ۱۳۰۳

محمد عبد المغفار ابو ۱۳۰۲

محمد عبد اللطیف ۱۲۰۹

محمد عبد الخالق عفا عنہ

ایضاً علمائے دہلی ؁

بیشک سودی معاملات میں شراکت ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور سود خوار اہل معاملہ کی اعانت معاونت علی الاثم والعدوان ہے۔ فقط حررہ محمد ابراہیم

حبیب احمد ابن ... ۱۳۱۳

محمد فقیر حسین ۱۲۸۵

یا الٰہ ابراہیم ۱۳۰۰

روپیہ کا دینیوالا بظاہر تو بغرض تحفظ مال خود بینک میں روپیہ دیتا ہے۔ اور امانت نہیں کیونکہ امانت مین نفع امین کو جائز نہین۔ اور بینک والے تو منفعت لیتے ہیں۔ تو دینیوالیکو مقرض لاجل النفع قرار دیا جائیگا۔ پس کل قرض جر منفعۃ فہو ربوا میں داخل ہو۔ اور اگر بغرض اعانت اہل بینک ہو تو معاونت علی الاثم والعدوان میں داخل ہے واللہ اعلم عبد الجمیل مدرس اول مدرسہ فتحپوری ؁

لایجوز ہذہ المعاملۃ لان فیہا اعانۃ علی المعاصی وکل ما ہذا شانہ فہو حرام ؁

فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپور دہلی ؁

بیشک سودی معاملات میں شراکت اور اعانت دونون ناجائز ہیں فقط

محمد کرامت اللہ عفی عنہ بقلم خود ؁

واقعی یہ معاملہ حرام ہے۔ کیونکہ اسمین تظاہر بالاثم والعدوان اور وہ محرم او مجیب صاحب نے جو دلائل بیان فرمائے ہیں وہ انکے مدعا پر خوب دلالت کرتے ہے۔ اور اس معاملہ کی حرمت پر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فہلا جلس فی بیت ابیہ او بیت امہ فینظر ایہدی لہ ام لا۔ بعمومہ دلالت کر رہا ہے۔ وقال الامام الخطابی مع فی قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہذا دلیل علی ان کل امر یتذرع بہ الی امر محظور فہو محظور وکل دخیل فی العقود ینظر ہل یکون حکمہ عند الانفراد کحکمہ عند الاقتران ہکذا فی شرح السنۃ کذا فی المشکوۃ کتاب الزکوۃ ص ۱۴۸ اور شیخ عبد الحق حنفی دہلوی نے ترجمہ میں لکھا ہے

دلیل است برآنکہ ہر کارے کہ وسیلہ کردہ شود بوے بسوئے امرے حرام پس وے حرام است زیرانکہ وسایل را حکم مقاصد است پس ہرچہ وسیلہ امر حرام است آن نیز حرام و ازینجہت کہ ہر قرض کہ بآن منفعتے حاصل شود ربو است انتہی کلام الشیخ وقد اشار الیہ القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ تحت الحدیث المذکور واللہ اعلم

حررہ العاجز ابو محمد عبد الوہاب الملتانی نزیل دہلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

خادم شریعت رسول الاداب ابو محمد عبد الوہاب

تصدیق علمائے لاہور و امرتسر وغیرہ بلاد پنجاب

باسمہ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا۔ امّا بعد میں نے ہر دو سوال اور انکے جواب کو بوجہ طوالت سرسری نظر سے دیکھا۔ گو حسب مضمون ع وللناس فیما یعشقون مذاہب بعض علمائے موجودہ فی زماننا کا اسمیں تخالف ممکن ہو۔ لیکن جبکہ مجیب صاحب نے رجزاہ اللہ خیرا اپنی قوۃ فکریہ اور طاقت علمیہ کو ان ہر دو مسئلہ میں وسعت دی ہے۔ اور تحقیقات کامل اور غور ہر پہلو سے کی اور نظایر فقہیہ مختلف فیہا کو بالتفصیل اور نص قرآنی اور احادیث صحیحہ کو بالتصریح تحریر کیا ہے۔ اور غرض اصلی صرف اظہار حق اور خیر خواہی اہل اسلام ہے۔ اور اس تحقیقات کو بعض علمائے کبار حنفیہ رحمہم اللہ اور اہل حدیث نے اپنی مواہیر سے تصدیق فرمایا ہے۔ اور اکثر مجتہدین رحمہم اللہ کا مذہب اور انکا فتوے اور مقتضائے تقوے عدم جواز اعانت علی الاثم کے پائے جانے کی وجہ سے ایسی صورتوں میں ہے۔ تو بموجب حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک اتباع حق واجب و لازم ہے۔ اللّٰہم ارنا الحق حقًا والباطل باطلًا الحق حق ولو کان مرًا لکن الحق حق وثبوتہ بین والباطل باطل وبطلانہ بین لا انصاف یحققہ ولا اعتساف یخلفہ

فقیر غلام محمد عفی عنہ بگوی امام مسجد شاہی لاہور۔

بقلم خود مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء

امرتسر

جواب سوال اوّل

سوال اول میں جو معاملہ ذکر کیا گیا ہے مشروع نہیں۔ کیونکہ اوّل ہر دو رقم کا بنیک میں رکھنا اور سود لینا مجموعہ رقمیں مسلمان و ہنود کا صریحًا موجب حرمت ہے۔ دوم اسمیں یہ قباحت ہے کہ بالفرض اگر مسلمان اپنی رقم کا بنیک والوں سے سود بھی نہ لیویں تاہم بباعث آنکہ بنیک والے نقومات کو سود لینے پر لگاتے ہیں۔ مسلمانوں کا بنیک میں روپیہ رکھنا اعانت علی المعصیۃ ٹھرے گا۔ اور یہ امر شرعًا ممنوع ہے۔ ہاں بر تقدیر ثانی اگر یہ بنیک جس میں مسلمان بے سود روپیہ داخل کرنا چاہیں بنیک تجارتی* ہوتا تو شرعًا روپیہ رکھنے میں مضایقہ نہ ہوتا۔ پس صورت مسئولہ میں ایسا معاملہ مسلمان و ہنود کا باہمی کرنا جایز نہ ہوگا۔ اذ محظورية السابق يستلزم محظورية اللاحق

جواب سوال دوم

صورت مذکورہ میں اگر قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ یہ روپیہ مالکان بنیک سود ہی پر لگاتے ہیں۔ تو پھر بنیک میں روپیہ رکھنا مکروہ ہے۔ اگر کچھ حصہ روپیہ کا تجارت پر لگاتے ہوں۔ اور کسی قدر سود پر۔ تو اس صورت میں مکروہ نہ ہوگا۔ مگر مع ذالک بوجہ وہم اعانت علے المعصیۃ ایسے بنیک میں روپیہ داخل کرنے سے اجتناب اولے ہے۔ اسکی نظیر باغیوں کے ہاتھ پر ایام فتنہ میں سلاح کا فروخت کرنا ہے جیسا کتب فقہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔ والمجيب قد تشبث بحبل التقوىٰ واعان على ما ينبغي عليه الفتوىٰ فلله درہ و على الله اجرہ۔

العبد

عبد اللہ الغنی ابو زبیر غلام رسول الحنفی النقشبندی عفی اللہ عنہ

* یعنے اسمیں تجارت بلا سود ہوتی ہو۔

بقیہ امرتسر

قال اللہ تعالی یمحق اللہ الربٰو و یربی الصدقات وقال تعالی ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب وقال تعالی اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر +

العبد
ابو عبیدہ میر احمد اللہ

گناہ پر اعانت منع ہے بنک میں روپیہ دینا اعانت گناہ ہے۔ یا خود سود لینا ہے۔ اور یہ امور شرع میں منع ہیں۔ +

العبد
ابو تراب محمد عبد الحق عفی عنہ

بیشک سود لینا دینا یا اسکی اعانت کرنا منع ہے من کثر سواد قوم فھو منھم

العبد
ابو عبید اللہ احمد

الجواب اصح
عبد الصمد عفے عنہ

بحکم آیت کریمہ وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان در صورت اولٰی یقیناً تعاون علی الاثم (سود) است و در صورت ثانیہ ہم ظن غالب و ہر چیزے کہ درآں تعاون علی المعصیۃ باشد آں حرام است امام احمد رحمہ اللہ اجارۂ زمینے کہ بر گرجہائے نصارے آمدنی آں خرچ میشود بعلت تعاون علی الاثم ممنوع نوشتہ و ہمین است قول امام شافعی رحمہ اللہ در صراط مستقیم است قال احمد فی نصارٰی اوقفوا ضیعۃ لھم للبیع لا یستأجرھا الرجل المسلم منھم یعینھم علی ما ھم فیہ قال وبھذا قال الشافعی رحمہ اللہ بلکہ باغ انگور کہ از نصارے باشد نوکری آں باغ بعلت آنکہ ازاں خمر ساختہ میشود علماء ممنوع نوشتہ اند در صراط مستقیم نوشتہ سئل الا عن الرجل یوجر نفسہ لنظارۃ کرم النصارٰی فکرہ ذلک وقال احمد ما احسن ما قال لان اصل ذلک یرجع الی الخمر الا ان یعلم انہ یباع لغیر الخمر فلا بأس و ہمچنیں ہدیہ بہ نصارے

وہنود وغیرہ در یوم عید ایشان و فروختن سامان عید ایشان بر ایشان بعلت تعاون علے الاثم علماء ناجائز نوشتہ و در صراط ہست وکرہ ابن القاسم للمسلم یہدی للنصاری شیئاً فی عیدہم مکافاتاً لھم وراٰہ من تعظیم عیدہم وعونا لھم علی مصلحۃ کفرھم الاتری انہ لا یحل للمسلمین ان یبیعوا من النصاری شیئاً من مصلحۃ عیدہم لا لحما ولا اداماً ولا ثوباً ولا یعادون دابۃ ولا یعاونون علی شئ من عیدہم لان ذلک من تعظیم شرکہم وعونہم علی کفرہم وینبغی للسلاطین ان ینہوا المسلمین عن ذلک وھو قول مالک وغیرہ لم اعلمہ اختلف فیہ وقال شیخ الاسلام فی الکتاب المذکور فاما بیع المسلم لھم فی اعیادھم ما یستعینون بہ علی عیدھم من الطعام واللباس والریحان ونحو ذلک اواھدی ذلک لھم فھذا فیہ نوع اعانۃ علی اقامۃ عیدھم المحرم وھو مبنی علی اصل وھو ان یبیع الکفار عنبا او عصیرا یتخذونہ خمراً لا یجوز وکذلک لا یجوز بیعھم سلاحاً یقاتلون بہ مسلماً۔ بلکہ علماء بعلت مذکورہ ہدیہ مسلمان در روز عید ایشان و بیع اسبابے بر مسلمان کہ بہ آن اسباب مشابہت غیر ملت حقہ در عید ایشاں مے کنند ناجائز مے نویسند شیخ الاسلام در کتاب مذکور نوشتہ وکذلک لا یھدی لاحد من المسلمین فی ھذہ الاعیاد ھدیۃ لاجل العید لاسیما اذا کان مما یستعان بہ علی التشبہ بھم کما ذکرناہ ولا یبیع المسلم مما یستعین بہ المسلمون علی مشابہتہم فی العید من الطعام واللباس ونحو ذلک لان فی ذلک اعانۃ علی المنکرات انتہی واللہ اعلم وعلمہ اکمل واتم۔

العبد

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی رحمہما اللہ تعالے

پشاور

ذیل کا فتویٰ مفتی محمد ایوب صاحب پشاوری کا ہمارے سوال دوم کے متعلق ہے۔ اس مضمون کا ایک سوال (انجمنوں کا روپیہ بنک میں امانت رکھنے کی بابت) مولوی تاج الدین صاحب مختار عدالت

و ممبر انجمن نعمانیہ لاہور نے مفتی محمد ایوب صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا اُسکا جواب مفتی صاحب نے مولوی تاج الدین صاحب کے پاس بھیجا۔ اور اُنسے ہمکو وصول ہوا۔ چونکہ یہ فتوائے اول سے آخر تک عربی زبان میں ہے لہذا اسکا ترجمہ ہم اپنی طرف سے کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

اعلم انّ الربٰو حرام واكله كبيرة موبقة شهد بذلك الكتاب والسنّة قال الله تعالى الذين يأكلون الربٰو لا يقومون الّا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا انّما البيع مثل الربٰو هذا من عكس التشبيه مبالغة فرد الله عليهم لقوله واحل الله البيع وحرم الربٰو قال فى المدارك هذا انكار لتسويتهم بينهما اذ الحل والحرمة ضدان فانى يتماثلان انتهى وفى الحديث الصحيح اجتنبوا السبع الموبقات وعدّ منها الربٰو وقد لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المعاون عليه فعن جابر رضى الله عنه قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربٰو وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم قال النووى

جان لے کہ سود حرام ہے اور اُسکو کھانا کبیرہ ہلاک کرنیوالا گناہ ہے۔ قرآن و حدیث اسپر شاہد ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) نہ اٹھینگے مگر جیسے وہ شخص اُٹھتا ہے جسکو شیطان چھوکر خبطی کردیتا ہے۔ یہ اسکی سزا ہے جو اُنہوں نے کیا تھا کہ سود بھی ایسا ہی (حلال) ہے جیسی بیع اُنکا یہ کہنا الٹی تشبیہ ہے جسمیں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اُن کی اس بات کو ردّ کیا اور فرمایا کہ خدا نے بیع کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ اس ارشاد خداوندی میں انکی اس بات سے کہ بیع اور سود دونو برابر ہیں انکار مقصود ہے کیونکہ حلت و حرمت دونو آپسمیں ضدین ہیں پھر وہ کیونکر برابر ہوسکتی ہیں حدیث صحیح میں ہے کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ پھر انمیں سے سود کو شمار کیا۔ اور آنحضرت

هذا تصریح بتحریم کتابة المبائعة بین
المترابیین والشهادة علیها وفیه تحریم
الاعانة علی الباطل وقال الشیخ سنان الدین
المکی فی تفسیر قوله تعالی ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان ما نصه کل
شئ نهی عنه من الشرع الشریف فالمعاونة
فیه مع الفاعل معاونة علی الاثم و
العدوان انتهی ثم المعاونة علی الربو
تتصور بصور کثیرة قد اشیر الیها فی
حدیث ابی هریرة عن رسول الله صلی الله
علیه وسلم لیأتین علی الناس زمان
لا یبقی احد الا اکل الربو فمن لم یأکله
اصابه من غباره رواه ابو داؤد و
النسائی وابن ماجه فی باب التغلیظ
من الربو وفی السراج المنیر شرح
الجامع الصغیر للسیوطی قال الشیخ
هذا حدیث صحیح والمعنی وصل الیه
من اثره کان یکون متوسطا او کاتبا
او شاهدا او معامل المرابی او نحو ذلک
انتهی وفی روایة لابی داؤد اصابه
من بخاره فی مجمع البحار ای وصل الیه

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ سود کے معاون کو بھی لعنت
کی ہی چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
آپنے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے
والے کھلانے والے اسکا کاغذ لکھنے والے اسکے گواہون
پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ
مسلم کی روائیت ہے امام نووی نے کہا ہی
اسمیں صاف بیان ہے کہ معاملہ سود کا لکھنا اور
اسپر گواہی کرنا حرام ہے اور اسمین گناہ کی مدد
پائی جاتی ہے شیخ سنان الدین مکی نے اس
قول خداوندی کہ گناہ اور زیادتی کی مدد نہ کرو کی تفسیر
میں کہا ہے کہ جس فعل کی شرع میں ممانعت آئی ہو
اس فعل میں فاعل کو مدد دینا گناہ اور زیادتی میں
مدد دینا ہے۔ پھر یہ معاونت معاملہ سود کئی صورتون
سے ہو سکتی ہے جنکی طرف حدیث ابو ہریرہ میں جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اشارہ
پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے لوگون پر ایسا
وقت آئیگا کہ انمین کوئی ایسا باقی نہ رہیگا جو سود
نہ کھاتا ہو۔ جو نہ کھائے گا اسکو غبار ہی پہنچ رہیگا
یہ ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ کی روائیت
ہے۔ اور سراج المنیر شرح جامع صغیر امام
سیوطی میں ہے کہ شیخ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے

من اثره كان يكون موكله او شاهده
او عاملا للمرابي او خلط ماله بماله
انتهى وفي تبيين المحارم للمكي معناه
يصيبه من اثمه لانه يعينه على
ذلك فيكون شاهدا او كاتبا
او راضيا بفعله فله حظ من
الوزر انتهى فاتضح من تقرير شراح
هذا الحديث ان المعاونة على اكل
الربو باي نحو كان مذموم حرام
ومنهي عنها بعموم قوله تعالى ولا
تعاونوا الاية ولا فرق في هذا الحكم
بين المسلم وغيره لان الاصح من
مذهب اصحابنا ان الكفار مخاطبون
بفروع الشريعة صرح به السيد الطحطاوي
في حاشية الدر وكذا غيره من المحققين ثم
من المعاونة على الاثم ايداع المال عند من
يعامل فيه بالربو ويأكل به اموال الناس
بالباطل فيلحق ضرره بالعامة ففي الطريقة
المحمدية علة حرمة الربو في الحقيقة صيانة اموال
الناس عن الضياع انتهى فظهر ان ايداع المال
في يدي من يرابي به كاعطاء السلاح لمن عرف

اسکے معنی یہ ہیں کہ اس سود کا اثر اُسکو پہنچ رہیگا اسطرح کہ وہ
اس معاملہ میں وکیل ہو یا کاتب ہو یا گواہ ہو یا اور کسیطرح
کا معاملہ کری ابو داؤد میں بجائے غیار لفظ سجار ہے
جسکے معنے یہ ہیں کہ سود کا اثر اسکو پہنچ جائیگا اسطور پر کہ وہ
سود دینے والا ہوگا یا اُسپر گواہ یا اُسکا کاغذ لکھنے والا یا سود
والے سے کوئی معاملہ کرنیوالا یا اپنا مال اُسکے مال سے ملا دینے والا
تبیین المحارم مکی میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اس سود کا
گناہ اسکو پہنچ رہیگا اس طور سے کہ وہ اسکا معاون ہوگا
گواہ ہو کر یا کاتب بنکر یا اس معاملہ سے رضامند ہو کر ان
صورتوں سے اسکو گناہ کا حصہ ملیگا شارحین حدیث مذکور
کی ان تقریروں سے واضح ہوا کہ معاملہ سود میں جسطور سے اعانت ہو
بُری ہے اور حرام اور اس سے ممانعت اس قول خداوندی میں
وارد ہے کہ گناہ میں مدد نہ دو۔ اس حکم حرمت معاونت
میں مسلمان اور غیر مسلم میں فرق نہیں ہے، دیعنے خواہ کوئی
مسلمان معاملہ سود کرے یا کافر ایک ہی حکم ہے) کیونکہ
ہمارے مذہب حنفی میں صحیح قول یہی ہے کہ کفار احکام فروعی
کے (جیسے حرمت ربو ہے) مخاطب و مامور ہیں جیساکہ
طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں کہا ہے ایسا ہی اور محقق
لوگوں نے کہا ہے پھر یہ بھی گناہ کی معاونت ہے کہ اپنا مال
کافروں کے پاس جو اُس مال کو سود پر چلاویں بطور امانت
رکھیں اور وہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مال کو سود میں

ان یقتل بہ الانسان ظلماً وفی فتاوے قاضیخان
الودیعۃ اذا کان سیفا فارادت المرأۃ ان تاخذہ
من المودع لتضرب بہ رجلا ظلماً فانہ لا یدفع
الیہا لما قلنا یعنی ان فیہ اعانۃ لہا علی الظلم انتہے
وقد کان السلف یقولون المال سلاح المؤمن
صرح بہ الامام النسفی فی تفسیر قولہ تعالی ولا
تؤتوا السفہاء اموالکم الایۃ قال الامام الرازی
السفہ خفۃ العقل وسمی الفاسق سفیہا لانہ لا وزن
لہ عند اہل الدین والعلم انتہی فالقول باباحۃ الایداع
المذکور قیاسا علی بیع العصیر ممن یتخذہ خمرا مما
لا وجہ لہ لان ضررہ خاص کما فی العینی بخلاف
الایداع عند اکل الربو فانہ اعانۃ لہ علی الاضرار
بالعامۃ وفی التفسیر الکبیر قالوا فی سبب تحریم
الربو انہ یقتضی اخذ مال الانسان من غیر
عوض وقال صلی اللہ علیہ وسلم حرمۃ مال
الانسان کحرمۃ دمہ وقال بعضہم انہ یمنع الناس
عن الاشتغال بالمکاسب ومن المعلوم ان مصالح
العالم لا ینتظم الا بالتجارات والحرف والصناعات
انتہی ملخصا وایضا ظہور الربو سبب لجلب القحط
والجدب فعن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم یظہر فیہم الربو

لیں۔ اور اسکا ضرر اُن تمام لوگوں کو پہنچے جنکا مال وہ سود لینے
لیں کتاب **طریقہ محمدیہ** میں ہی سود کے حرام ہونے کی وجہ و سبب
یہ ہی کہ لوگوں کے مال (جو سود میں لئے جاتے ہیں) ضائع ہونے سے
بچیں اس سے ہی ظاہر ہوا کہ سود لینے والے کے پاس مال امانت
رکھنا ایسا ہی جیسا قاتل کو ہتھیار دیدینا جس سے وہ لوگوں کو
ظلم سے قتل کرے **فتاوے قاضیخان** میں ہی کہ اگر امانت تلوار
ہو اور امانت رکھنے والی عورت (یا مرد) اس سے کسی کو ظلم سے قتل
کرنا چاہے تو اسکے پاس اُسکا امانت رکھنا جایز نہیں اسوجہ سے
کہ وہ ظلم کی اعانت ہے سلف کے لوگ فرماتے ہیں کہ مال بھی مومن کا
ایک ہتھیار ہی چنانچہ **امام نسفی** نے اس قول خداوندی کہ اپنا مال
بیوقوفونکو نہ دو کی تفسیر میں لکھا ہے **امام رازی** نے کہا ہو کہ سفاہت
خفت عقل کا نام ہی۔ فاسق کو اسلئے سفیہ کہتے ہیں کہ اہل علم و دین کے
نزدیک اسکا کچھ وزن نہیں ہوتا پس اس قول کو بینک والوں کے پاس
امانت رکھنے کو جایز کہنا اسپر قیاس کرکے کہ شراب بنانیوالے کے
پاس شیرہ انگور کی بیع جایز ہی ایک ایسا قول ہی کہ جسکی کوئی دلیل
نہیں ہے کیونکہ شرابساز کے پاس شیرہ کی بیع میں تو خاص اُس شخص کا
ضرر ہی جسنے شیرہ کو فروخت کیا چنانچہ **عینی** میں ہے، اور سود
لینے والے کے پاس مال امانت رکھنے میں اُن تمام لوگونکو ضرر عام
پہنچایا جاتا ہی جن لوگوں سے بینک والے اُس مال کے ذریعہ سے سود لینگے
تفسیر کبیر میں ہی کہ سود کو حرام کرنیکی وجہ یہ ہی کہ سود خوار
دوسرے کا مال بلا عوض لیتا ہی اور آنحضرت نے فرمایا کہ دوسرے کا

الا الاخذ وابالسنة رواه احمد کذا فی التبیین للمحارم
وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
الربا سبعون حوبا ایسرها ان ینکح الرجل امه
رواه ابن ماجه فی سننه فی باب التغلیظ فی الربا
فالمعاونة علیه کالمعاونة علی نکاح الرجل بامه نعوذ
بالله منها، روی الدیلمی عن علی رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم الاخذ بالشبهات حرم
شبهة وهی ههنا محل تجاذب الادلة واختلاف
العلماء یستحل الخمر بالنبیذ بان یقول وردت
الادلة بحل النبیذ والخمر ملحق به فالاخذ بالشبهات
یقع فی الحرام کذا فی الشرحین للجامع الصغیر للسیوطی
ویؤیده ما فی حدیث الصحیحین ومن وقع فی الشبهات
وقع فی الحرام وفی قواعد الاشباه اذا تعارض دلیلان
احدهما یقتضی التحریم والاخر الاباحة قدم التحریم
ومن هذا النوع حدیث لک من الحائض ما فوق الازار
وحدیث اصنعوا کل شیء الا النکاح فالاول یقتضی
تحریم ما بین السرة والرکبة والثانی یقتضی اباحة ما عدا
الوطی فرجح التحریم احتیاطا وهو قول ابی حنیفة رح
وابو یوسف ومالک والشافعی انتهی وعن النعمان
ابن بشیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمها

مال (یعنی بلا وجہ) لینا ایسا ہی حرام ہے جیسے اسکی خونریزی حرام ہے
بعض نے حرمت سود کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ سود خوار سود کے سبب اور
کسب و حرفت وغیرہ سے رُک جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ دنیا کی مصلحت
اور کاروبار تجارت و حرفتوں و صناعتوں کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی۔
یہ بھی ایک وجہ حرمت سود بیان کیجاتی ہے کہ سود کا کھُلم کھُلا لین دین
قحط وغیرہ آفات دنیا میں لاتا ہے عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں کہ اسمیں سود کے لین دین کا رواج ہو اور
وہ قحط میں مبتلا نہ ہو یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے ایسا ہی تبیین المحارم
میں ہے اور **ابو ہریرہ** سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سود خواری ستر
گناہ کے برابر ہے جنمیں ادنی گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری
کرے یہ **ابن ماجہ** کی روایت ہے لہذا اس سود کی معاملہ میں مدد دینا
ایسا ہی ہے جیسا کسی کو اپنی ماں سے بدکاری کرنے میں مدد دیتا ہے **دیلمی** نے حضرت
علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا شبہ والی چیز کو جسمیں دلائل کا
معارضہ اور علماء کا اختلاف ہو لینا والا شراب کو شیرہ کے نام سے
حلال کرتا ہے وہ یوں کہتا ہے کہ شیرہ انگور کی بیع کو دلایل شرعیہ حلال
کرتی ہیں ایسی ہی شراب بھی حلال ہے کیونکہ وہ بھی ایک شیرہ انگور ہے
پس شبہہ والی چیز کا لینے والا حرام میں جا پڑتا ہے ایسا ہی **جامع صغیر**
کی دو شرحوں میں ہے، اسکی مؤید وہ حدیث **بخاری و مسلم** کی ہے جسمیں
ارشاد ہے کہ جو شخص شبہات میں پڑیگا حرام میں جا پڑیگا اور اشباہ النظائر
کے قواعد میں ہے، جب دو دلایل کا کسی امر کی متعلق معارضہ و مقابلہ ہو
ایک اسکی حرمت کو چاہے دوسری اسکی حلت کو تو دلیل مقتضی حرمت

بقیہ اس مضمون کا نمبر ۲ میں صـ ۳۷۷ سے صـ ۳۸۴ تک ہے، ناظرین ان اوراق کو یہاں چسپاں کرلیں۔